نوٹس: کافیہ سوالاً جواباً

مؤلف: احمد نواز قادری عطاری

مزید نوٹس کے لیے رابطہ کریں:

0302-4154930

AL- FAREED ONLINE ACADEMY

کلماتِ آغاز

الحمد للہ ہماری **الفرید آن لائن اکیڈمی** بہت ساری درسی کتب کے سوالاً جواباً نوٹس بنا چکی ہے، بالخصوص تخصص یعنی مفتی کورس میں پڑھائی جانے والی کتب کے آسان فہم نوٹس اور تراجم۔ ہمارا یہ سلسلہ آگے جاری ہے، ان شاء اللہ ہم مکمل درس نظامی کتب کے نوٹس شائع کریں گے تاکہ طلبا و طالبات کے لیے امتحان دینا آسان ہو جائے۔

ہمارے بنائے ہوئے نوٹس کی خصوصیات:

← بورڈ کے سالانہ امتحان کے مطابق۔

← سوالاً جواباً، آسان فہم۔

← طوالت سے پاک۔

← تھوڑے ٹائم میں مکمل تیاری۔

← باقاعدہ کسی جامعہ میں نہ پڑھنے والے طلبا کے لیے بہت مفید۔

← پوری کتاب کا چند صفحات میں مکمل خلاصہ۔

← اہم اور ضروری ابحاث کا ذکر۔

نوٹ: ذہین اور باقاعدہ مدارس میں پڑھنے والے طلبا صرف ان نوٹس پر اقتصار نہ کریں بلکہ سو فیصد کامیابی اور ایک کامیاب مدرس بننے کے لیے کتاب کی طرف ضرور مراجعت کریں۔

العبد الفقیر احمد نواز قادری عطاری

کافیہ نوٹس

سوال: کافیہ کے مصنف کا مختصر تعارف بیان کریں؟

جواب: **کافیہ کے مصنف کا تعارف**

نام: عثمان

مشہور نام: ابن حاجب

والد کا نام: عمر

لقب: جمال الدین

کنیت: ابو عَمرو

نسبت: روینی مصری

مکمل نام: جمال الدین ابو عَمرو عثمان بن عمر روینی مصری مالکی

ولادت ووفات: (570ھ، 646ھ)

تعارف

محقق اجل، ماہر اکمل صاحب فضل شیخ جمال الدین عثمان مالکی رحمۃ اللہ علیہ ابن حاجب کے نام سے مشہور ہیں، حاجب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے والد عمر "امیر عزالدین" کے ہاں دربان تھے اور عربی میں

دربان کو حاجب کہتے ہیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ ابن حاجب کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ فقہ مالکی کے بہت بڑے عالم تھے۔ مصر اور دمشق میں فقہ مالکی کا درس دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کمال درجہ کی ذہانت عطاء کی تھی۔ کافیہ اپنے ابتدائی ایام میں لکھی جس کا بعد میں خود نظم کی صورت میں وافیہ کے نام سے ترجمہ کیا۔اس کے علاوہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتب لکھیں۔

اساتذہ: ابن بنار، علامہ شاطبی، علامہ ابوالجود لخمی، ابوالفضل غزنوی، ابو منصور الابیاری، ابو القاسم بوصیری، اسماعیل بن یاسین۔

تلامذہ: علامہ منذری، دمیاطی، حافظ شرف الدین عبد المؤمن، جمال الدین فاضلی، ابو علی بن خلال، ابوالحسن بن البقال، ابوالفضل الذہبی۔

تعریفی کلمات

البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں:"اشتغل هو بالعلم فقرأ القراءات وحرر النحو تحريرا بليغا، وتفقه وساد أهل عصره، ثم كان رأسا في علوم كثيرة، منها الأصول والفروع والعربية والتصريف والعروض والتفسير وغير ذلك"(البدایہ والنہایہ، ج13، ص176،مطبعۃ السعادۃ قاہرہ)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے تو قراءت پڑھی اور نحو کو نہایت اعلیٰ انداز میں لکھا پھر علم فقہ حاصل کیا حتیٰ کہ اپنے زمانہ کے امام بن گئے، اس کے علاوہ بھی علوم حاصل کئے مثلاً: اصول و فروع کا علم، صرف و نحو کا علم، تفسیر، علم عروض وغیرہ۔

ابن خلکان خود اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:”وجاءني مراراً بسبب أداء شهادات، وسألته عن مواضع في العربية مشكلة، فأجاب أبلغ إجابة بسكون كثير وتثبت تام“(وفیات الاعیان،ج3،ص250، دار صادر بیروت)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ میرے پاس شہادت کی ادائیگی کے لئے آئے تو میں نے ان سے لغت کے بارے مشکل سوالات کئے جن کا بڑا عمدہ اور سکون و قار کے ساتھ آپ نے جواب دیا۔

علامہ ذہبی نقل کرتے ہیں:”هو فقيه مفتي مناظر مبرز في عدة علوم مع ثقة ودين وورع، وتواضع واحتمال واطراح للتكلف“(معرفۃ القراء الکبار،ص349،دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ، مفتی، مناظر، کئی علوم کے ماہر تھے اس کے باوجود نہایت متقی، دین دار اور عاجزی پسند تھے اور تکلفات سے بہت دور تھے۔

تصانیف: مختصر افقہ مالکی میں، مختصر اصول میں، المنتہی، کافیہ، وافیہ، شافیہ، ایضاح شرح المفصل۔

کافیہ

کافیہ علم النحو میں لکھی جانے والی وہ شہرہ آفاق کتاب ہے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ نہایت مختصر عبارت میں پوری نحو کو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مصنف اپنے مخصوص انداز سے کئی رموز و لطائف کی طرف اشارہ کرتے ہیں اسی لئے کئی شارحین نے اس کو اپنے قلم کی زینت بنایا اور کئی کئی جلدوں میں اس کی شروحات لکھیں جن میں زیادہ مشہور شرح ملا جامی ہے۔ صدیوں سے مدارس میں باقاعدہ سبقًا پڑھائی جاتی ہے بلکہ بعض طلباء تو اس کو حفظ کرتے ہیں۔

عربی شروحات:

شرح ملا جامی، وافیہ، شرح کافیہ، کشف الحقائق، المناہل الصافیہ فی حل الکافیہ، جامع الغموس، غایۃ التحقیق، الہادیہ، الاسرار الصافیہ، حاشیہ زینی زادہ، تحریر سنبٹ، حاشیہ عصام، معرب الکافیہ، نظم الکافیہ۔

اردو شروحات:

البشیر الناجیہ (مولانا غلام جیلانی میرٹھی، شبیر برادرز لاہور، جاندار اور مفصل شرح ہے)۔ اغراض کافیہ (محمد یوسف قادری، شبیر برادرز لاہور)۔ جامع الغموض (امام احمد رضاخاں اکیڈمی بریلی شریف، یہ اصل میں عربی شرح ہے جس کا مولانا حنیف خان رضوی نے اردو ترجمہ کیا ہے، بہت عمدہ شرح ہے)۔ شفیق الکافیہ سوالاً جواباً (محمد شفیق عطاری، الغنی پبلشرز کراچی)۔ کافیہ کے حل کے لئے محمد گل ریز مصباحی اور استاذی امام النحو مولانا راشد علی رضوی شیخوپوری کے یوٹیوب سے اسباق بھی سنے جاسکتے ہیں جو کئی معلومات اور شروح کا نچوڑ ہوتے ہیں۔

صاحب کافیہ کے ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب دیکھیں:

(البدایہ والنہایہ، ج13، ص176، مطبعۃ السعادۃ قاہرہ، وفیات الاعیان، ج3، ص249، دار صادر بیروت، معرفۃ القراء الکبار، ص348، دارالکتب العلمیہ بیروت، سیر اعلام النبلاء، ج22، ص370، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، بغیۃ الوعاۃ، ج2، ص134، المکتبۃ العصریہ لبنان، الاعلام للزرکلی، ج4، ص211، دارالعلم، شذرات الذہب، ج7، ص405، دار ابن کثیر دمشق، سلم الوصول، ج2، ص333، مکتبہ ارسیکا-ترکی)

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا آغاز "بسم اللہ" سے کیوں کیا؟

جواب:اس کے تین جواب ہیں:

1. قرآن مجید کی اتباع کرتے ہوئے، کیونکہ قرآن پاک میں سب سے پہلے "بسم اللہ" مذکور ہے۔
2. حدیث پاک کی پیروی کرتے ہوئے، کیونکہ حدیث پاک میں ہے: کل امر ذي بال لایبدأ فیہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم فھو اقطع "ترجمہ: ہر وہ ذیشان کام جس کی ابتدا اللہ کے نام سے نہ کی جائے تو وہ ناقص ہے۔
3. سلف وصالحین کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے، کیونکہ ہمارے اسلاف جب بھی کسی نیک اور اچھے کام کا آغاز کرتے تو بسم اللہ سے شروع کرتے۔

سوال: مصنف نے بسم اللہ کے بعد حمد کا ذکر کیوں نہیں؟ حالانکہ حدیث پاک میں ہے: كل امر ذي بال لم يبدأ بحمد الله فهو اقطع "ترجمہ: ہر وہ ذیشان کام جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ پھر اس سے سلف وصالحین کے طریقے کی مخالفت بھی ہوئی، کیونکہ وہ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کیا کرتے تھے۔

جواب اول: اس سے حدیث پاک کی مخالفت لازم نہیں آتی، کیونکہ حدیث میں "لم یبدا" کے الفاظ ہیں، "لم یکتب" کے نہیں۔ یعنی حدیث کے مطابق ضروری نہیں کہ ہر ذی شان کام کی ابتدا "حمد لکھ کر کی جائے" بلکہ بول کر بھی کی جاسکتی ہے۔ لہذا ہو سکتا ہے مصنف نے کتاب کا آغاز کرتے وقت زبان کے ساتھ بول کر حمد کرلی ہو۔ یعنی حدیث پاک کا مقتضی عام ہے، خاص نہیں۔

جواب دوم: اس سے حدیث پاک کی مخالفت لازم نہیں آتی، کیونکہ حدیث پاک میں ہے: ہر وہ ذیشان کام جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ جبکہ مصنف نے کسرِ نفسی کرتے ہوئے اپنی کتاب کو ذی شان کام سمجھا ہی نہیں۔

جواب سوم: حمد سے مقصود اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے جو بسم اللہ سے حاصل ہو چکا۔ چونکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب میں اختصار کے درپے ہیں اس لیے بسم اللہ کے بعد حمد کا باقاعدہ صراحتاً ذکر نہیں کیا۔

اس سے سلف و صالحین کے طریقہ کی مخالفت بھی لازم نہیں آتی، کیونکہ مصنف نے اپنی کتاب کو ان کی کتابوں کی طرح باقاعدہ کتاب سمجھا ہی نہیں، اگرچہ قواعد و فوائد کے لحاظ سے کئی سلف کی کتابوں سے یہ اہم ہے۔

سوال: الکلمۃُ لفظٌ میں "لفظ" کو "الکلمۃ" کی خبر بنانا درست نہیں کیونکہ لفظ مذکر ہے جبکہ الکلمۃ مؤنث ہے لہذا مبتدا اور خبر میں مطابقت نہیں؟

جواب: مبتدا اور خبر میں ہر جگہ مطابقت ضروری نہیں۔ دونوں میں مطابقت کے لیے پانچ (5) شرائط کا ہونا ضروری ہے:

← خبر اسمائے مشتقات میں سے ہو۔

← خبر میں ضمیر ہو جو مبتدا کی طرف لوٹے۔

← خبر ایسا لفظ نہ ہو جو مذکر و مؤنث کے لیے برابر ہو۔ جیسے: جریح

← خبر اسم تفضیل کا صیغہ نہ ہو جو مِن کے ساتھ استعمال ہو۔ جیسے: الصلوۃُ خیرٌ من النوم۔

← وہ لفظ مؤنث کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جیسے: الامرۃ حائض۔

سوال: کلمہ اوراس کی اقسام کی تعریف بمع مثال لکھیں؟

جواب: کلمہ کی تعریف:

کلمہ وہ لفظ ہے جسے ایک معنیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: رجل، زید وغیرہ۔ کلمہ کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل، حرف۔

اسم کی تعریف:

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ پر خود بخود دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ نہ ملا ہوا ہو۔ جیسے: رجل، قلم، علم، شخص وغیرہ۔

نوٹ: اسم کو اسم اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنی دونوں قسیموں یعنی فعل اور حرف پر بلند ہوتا ہے۔ اس لیے نہیں کہتے کہ یہ اپنے معنیٰ پر علامت ہوتا ہے۔

فعل کی تعریف:

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ پر خود بخود دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ جیسے: ضربَ، نصرَ، یسمَع وغیرہ۔

حرف کی تعریف:

حرف وہ کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ پر خود بخود دلالت نہ کرے اور نہ ہی تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ جیسے: مِن، اِلیٰ، حتیٰ وغیرہ۔

سوال: اسم، فعل، حرف کی علامات بیان کریں؟

جواب: اسم کی علامات:

← مبتدا ہونا۔ زید قائم

← مضاف ہونا۔ غلام زید

← شروع میں الف لام کا داخل ہونا۔ الحمد

← مجرور ہونا۔ بزید

← آخر میں تنوین ہونا۔ رجلٌ

← تثنیہ ہونا۔ رجلانِ

← جمع ہونا۔ رجال

← موصوف ہونا۔ رجل عالم

← مصغر ہونا۔ ضویرب

← منادیٰ ہونا۔ یازید

فعل کی علامات:

☆ شروع میں حرف "قد" ہونا۔ قد ضرب

☆ شروع میں حرف "سین" کا ہونا۔ سیضرب

☆ شروع میں "سوف" کا ہونا۔ سوف یضرب

☆ آخر میں جزم ہونا۔ لم یضرب

☆ ماضی ہونا۔ضرب

☆ مضارع ہونا۔یضرب

☆ امر ہونا۔اِضرب

☆ آخر میں نون تاکید ہونا۔لیضربن

حرف کی علامت:

حرف وہ ہے جس میں فعل اور اسم کی کوئی علامت نہ پائی جائے۔

سوال:کلام اور اِسناد کی تعریف بیان کریں؟

جواب:کلام کی تعریف:

کلام وہ ہے جو دو کلموں کو متضمن ہو اِسناد کے ساتھ۔

اسناد کی تعریف:

دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف نسبت کرنا اس حیثیت سے کہ مخاطب کو بات کا مکمل فائدہ دے۔ جیسے:زید قائم۔

سوال:کلام کتنی چیزوں سے حاصل ہوتا ہے؟

جواب:

دو اسموں سے۔ جیسے:زید قائم۔

ایک اسم اور فعل سے۔ جیسے: ضرب زید۔

سوال: کافیہ کی روشنی میں معرب کی تعریف اور حکم بمع مثال بیان کریں؟

جواب: معرب کی تعریف:

معرب وہ مرکب ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ جیسے: قائم زید میں زید۔

معرب کا حکم:

معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدل جاتا ہے۔ جیسے: جائنی زیدٌ، رایت زیداً، مررتُ بزیدٍ۔

نوٹ: اسم کے تین اعراب ہیں: رفع، نصب، جر۔ رفع فاعل ہونے کی علامت ہے، نصب مفعول ہونے کی علامت ہے اور جر مضاف الیہ ہونے کی علامت ہے۔

سوال: اعراب اور عامل کی تعریف بیان کر دیں؟

اعراب: وہ ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر مختلف ہو۔

عامل: وہ ہے جس کی وجہ سے ایسا معنیٰ حاصل ہو جو اعراب کا تقاضہ کرنے والا ہے

سوال: اِعراب کے لحاظ سے اسم معرب کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: درج ذیل اقسام ہے:

نام	اعراب	مثال
مفرد منصرف صحیح، جاری مجرائے صحیح، جمع مکسر	تینوں حالتوں میں اعراب بالحرکت لفظی	جائنی زیدٌ، دلو، رجال۔ رایت زیداً، دلواً، رجالاً۔ مررتُ بزیدٍ، دلوٍ، رجالٍ
جمع مؤنث سالم	حالت رفعی ضمہ کے ساتھ، نصبی وجری کسرہ کے ساتھ	جائنی مسلماتٌ، رایتُ مسلماتٍ، مررتُ بمسلماتٍ
غیر منصرف	حالت رفعی ضمہ کے ساتھ، نصبی وجری فتحہ کے ساتھ	جائنی عمرُ، رایتُ عمرَ، مررتُ بعمرَ
اسمائے ستہ مکبرہ	تینوں حالتوں میں اعراب بالحرف لفظی	جائنی ابوک، رایتُ اباک، مررتُ بابیک
تثنیہ	حالت رفعی "الف" کے ساتھ، نصبی وجری "ی" ساکن ماقبل مفتوح کے ساتھ	جائنی رجلانِ، رایتُ رجلَینِ، مررتُ برجلَینِ
جمع	حالت رفعی "و" کے ساتھ، نصبی وجری "ی" ساکن ماقبل مکسور کے ساتھ	جائنی مسلمونَ، رایتُ مسلِمینَ، مررتُ بمسلِمینَ
اسم مقصور	تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری	جائنی موسیٰ، رایتُ موسیٰ، مررتُ بموسیٰ
اسم منقوص	حالت رفعی اور جری تقدیری اعراب کے ساتھ، حالت نصبی اعراب لفظی کے ساتھ	جائنی القاضی، رایتُ القاضیَ، مررتُ بالقاضی
جمع مذکر سالم مضاعف بیائے متکلم	حالت رفعی "و" تقدیری کے ساتھ، حالت نصبی وجری "ی" لفظی کے ساتھ	جائنی مسلمیّ، رایتُ مسلِمیّ، مررتُ بمسلِمیّ

سوال: غیر منصرف کی تعریف اور اسباب بیان کریں؟

غیر منصرف کی تعریف:

وہ اسم معرب ہے جس میں منع صرف کے نو(9) اسباب میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب جو دو کے قائم مقام ہو پایا جائے۔ اس کا **حکم یہ ہے** کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔ جیسے: جائَی عمرُ، رایت عمرَ، مررتُ بعمرَ۔ ان مثالوں میں "عمر" غیر منصرف ہے۔

نوٹ: اگر غیر منصرف کی کسی کلمہ کی طرف اضافت ہو جائے یا اس کے شروع میں الف لام آجائے تو اس پر کسرہ آسکتی ہے۔

غیر منصرف کے نو(9) اسباب ہیں جو درج ذیل نقشے میں مذکور ہیں:

نام	مثال
عدل	عمر
وصف	اسود
تانیث	زینب، طلحۃ
معرفہ	احمد
عجمہ	ابراھیم
جمع	مساجد
ترکیب	بعلبک
وزن فعل	شمّر، ضرب
الف نون زائد تان	عمران، عثمان

سوال: مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: مرفوعات کل آٹھ (8) ہیں جو درج ذیل نقشہ میں مذکور ہیں:

فاعل	ضَرَبَ زَیدٌ میں زید
نائب الفاعل	ضُرِبَ زیدٌ میں زید
مبتدا	زید قائم میں زید
خبر	زید قائم میں قائم
حروف مشبہ بالفعل کی خبر	ان زیداً قائم میں قائم
افعال ناقصہ کا اسم	کان زید قائماً میں زید
ماولا مشابہ بلیس کا اسم	مازید قائماً میں زید
لائے نفی جنس کی خبر	لا غلامَ رجلٍ ظریفٌ فی الدار میں ظریف

سوال: فاعل کی تعریف کرتے ہوئے اس کے کچھ ضروری احکام بھی بیان کر دیں؟

جواب: فاعل کی تعریف:

فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو جس کا فاعل کی طرف اسناد ہو اس حیثیت سے کہ وہ فعل اس کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس پر واقع ہو۔ جیسے: قامَ زید میں زید۔

فاعل کے ضروری احکام:

(1)

← فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے: قامَ زید میں زید۔

← کبھی ضمیر بارز ہوتا ہے۔ جیسے: ضربتُ زیداً میں "تُ" ضمیر۔

← کبھی ضمیر مستتر ہوتا ہے۔ جیسے: زید ذھبَ میں ذھب کے اندر پوشیدہ "ھو" ضمیر۔

(2)

اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا مذکر کے لیے مذکر اور مؤنث کے لیے مؤنث۔ جیسے: ضربَ زید، ضرب الزیدان، ضرب الزیدون۔

اور اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل فاعل کے مطابق آئے گا یعنی واحد کے لیے واحد، تثنیہ کے لیے تثنیہ، جمع کے لیے جمع۔ جیسے: زید ضرب، الزیدان ضربا، الزیدون ضربوا۔

(3)

اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے: قامت ہند۔

اور اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ آجائے تو پھر فعل مذکر بھی لا سکتے ہیں اور مؤنث بھی۔ جیسے: ضرب الیوم ہند، ضربت الیوم ہند۔

(4)

جہاں فعل کے حذف کا قرینہ پایا جائے وہاں فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: "زید" اس شخص کے جواب میں جس نے کہا: من ضرب (کس نے مارا)۔ کبھی فاعل اور مفعول دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے۔ جیسے: "نعم" اس شخص کے جواب میں جس نے کہا: اَ قامَ زید؟ (کیا زید کھڑا ہے)۔

سوال: کتنی صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے؟

جواب: چار صورتوں میں فاعل مفعول پر مقدم ہو گا:

- جب دونوں میں لفظی اعراب اور قرینہ نہ پایا جائے۔ جیسے: ضرب موسیٰ عیسیٰ۔
- جب فاعل ضمیر متصل ہو۔ جیسے: ضربتُ زیداً۔
- جب فاعل کا مفعول اِلّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ماضرب زید اِلّا عمرواً۔
- جب فاعل کا مفعول اس لفظ کے بعد واقع ہو جو اِلّا کے معنی میں ہو۔ جیسے: اِنّما ضرب زید بکراً۔

اور چار صورتوں میں فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا واجب ہے:

← جب فاعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر مل جائے۔ جیسے: ضرب زیداً غلامُہ۔

← فاعل اِلّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ماضرب بکراً الا زید۔

← فاعل اس لفظ کے بعد واقع ہو جو اِلّا کے معنی میں ہو۔ جیسے: اِنّما ضرب زیدًا بکر۔

← جب مفعول فعل کے ساتھ ملا ہوا ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے: ضربک زید۔

سوال: تنازع فعلان کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی چاروں صورتیں بمع مثال تحریر کریں؟

جواب: تنازع فعلان یعنی دو فعلوں کا ایک اسم ظاہر میں جھگڑا (تقاضہ) کرنا کہ یہ میرا معمول بنے۔ اس کی چار صورتیں ہیں:

- دونوں فاعل کا تقاضہ کریں۔ جیسے: ضربنی واکرمنی زید۔
- دونوں مفعول کا تقاضہ کریں۔ جیسے: ضربتُ واکرمتُ زیداً۔

- پہلا فاعل کا تقاضہ کرے اور دوسرا مفعول کا۔ جیسے: ضربنی واکرمتُ زیداً۔
- پہلا فعل مفعول کا تقاضہ کرے اور دوسرا فعل فاعل کو چاہے۔ جیسے: ضربتُ واکرمنی زید۔

نوٹ: بصریوں کے نزدیک دوسرے فعل کو عمل دینا اولیٰ ہے جبکہ کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو عمل دینا اولیٰ ہے۔

سوال: نائب الفاعل کی تعریف بمع مثال لکھیں؟

جواب: نائب الفاعل ہر وہ مفعول ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو فاعل کی جگہ کھڑا کیا گیا ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زیدٌ۔

نوٹ: باب علِمتُ کا دوسرا مفعول، اعلمتُ کا تیسرا مفعول، مفعول لہ اور مفعول معہ نائب الفاعل واقع نہیں ہوتے۔

سوال: مبتدا اور خبر کی تعریف بیان کریں؟

جواب: مبتدا وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو۔ جیسے: زید قائم میں زید۔ خبر وہ ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند بہ ہو۔ جیسے: زید قائم میں قائم۔

سوال: نکرہ کن صورتوں میں مبتدا بن سکتا ہے؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں نکرہ مبتدا بن سکتا ہے:

- جب نکرہ کی صفت ذکر کر دی جائے۔ جیسے: ﴿ولعَبدٌ مُؤمنٌ خیرٌ من مشرِكٍ﴾۔

- جب نکرہ حرف استفہام کے بعد واقع ہو اور "ام" کے ساتھ اس کا تکرار ہو۔ جیسے: ارجل فی الدار ام امراۃ۔
- جب نکرہ حرف نفی کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ما احد خیر منک۔
- جب نکرہ کی صفت محذوف ہو۔ جیسے: شر اھر ذاناب۔
- جب نکرہ مؤخر ہو۔ جیسے: فی الدار رجل۔
- جب نکرہ اصل میں جملہ فعلیہ ہو۔ جیسے: سلام علیک۔

فائدہ: کلام میں دو اسم آجائیں، ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ تو معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو اس کی خبر بنائیں گے۔ جیسے: زید قائم۔ اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو جس کو چاہیں مبتدا بنالیں اور دوسرے کو خبر۔ جیسے: محمد نبیناﷺ۔ اور اگر خبر جملہ ہو تو اس میں ایک ایسی ضمیر ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے۔ جیسے: زید قامَ۔

سوال: کن صورتوں میں مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے؟

جواب: چار صورتوں میں مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے:

- ☆ جب مبتدا میں صدارت کلام والا معنیٰ ہو۔ جیسے مَن ابوک۔
- ☆ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔ جیسے: زید المنطلق۔
- ☆ تخصیص میں دونوں مساوی ہوں۔ جیسے: افضل منک افضل منی۔
- ☆ خبر جملہ فعلیہ ہو۔ جیسے: زید قامَ۔

سوال: حروف مشبہ بالفعل کون کون سے ہیں اور ان کا عمل کیا ہے؟

جواب: چھے ہیں: اِنّ، اَنَّ، کانّ، لکنّ، لیتَ، لعل۔ یہ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے: اِن زیداً قائم۔

نوٹ: ان حروف کی خبر ان کے اسم پر مقدم نہیں ہو سکتی مگر جب ظرف ہو۔ جیسے: اِنَّ فی الدارِ زیداً۔

سوال: افعال ناقصہ کون کون سے ہیں اور یہ کیا عمل کرتے ہیں؟

جواب: یہ کل سترہ (17) ہیں:

ان کو ناقصہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنے اسم کے ساتھ مل کر مکمل جملہ نہیں بنتے بلکہ انہیں خبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

کان، صار، ظل، بات، اصبح، اضحیٰ، امسیٰ، عاد، غدا، راح، مازال، مابرح،ماانفک، مادام، مافتیٔ، لیس۔

یہ اسماء اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

مثال:

کان زید قائماً۔ اب اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے اس مثال میں زید کو مرفوع کیوں پڑھا؟ تو ہم کہیں گے یہ کان فعل ناقص کا اسم ہے جو ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اور خبر منصوب۔

مزید مثالیں: کان اللہُ علیماً حکیماً، کان خالد نائماً، صار بکر غنیاً، اصبح زید فقیراً، مادام عمرو جالساً۔

فائدہ: بعض اوقات کان فعل ناقص "تامہ" بھی ہوتا ہے۔

سوال: منصوبات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہیں:

مفعول مطلق	ضربت ُضرباًمیں ضربا
مفعول بہ	ضربت ُزیداًمیں زید
مفعول فیہ	صمت ُیومَ الجمعۃ میں یوم
مفعول لہ	ضربتہ تادیباًمیں تادیبا
مفعول معہ	جاءالبردوالجبات
حال	جائنی زیدراکباًمیں راکبا
تمیز	عندی احد عشر درھماًمیں درھما
حروف مشبہ بالفعل کا اسم	اِنَّ زیداًقائم میں زیدا
لائے نفی جنس کا اسم	لاغلامَ رجلٍ ظریف فی الدار میں غلامَ
افعال ناقصہ کی خبر	کان زید قائماًمیں قائما
ماولامشابہ بلیس کی خبر	مازید قائماًمیں قائماً

سوال: مفعول مطلق کی تعریف اور اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: مفعول مطلق کی تعریف:

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل مذکور کے ہم معنٰی میں ہو۔اس کی تین قسمیں ہیں:

- مفعول مطلق تاکیدی: جیسے: ضربت ُضرباً۔
- مفعول مطلق نوعی: جیسے: جلستُ جِلسۃَالقاری۔

- مفعول مطلق عددی: جیسے: جلست جَلسۃً۔

سوال: مفعول بہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ کتنے مقامات پر اس کے عامل فعل کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے؟

جواب: مفعول بہ کی تعریف:

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضربت زیداً میں زید۔

چار صورتوں میں اس کے عامل فعل کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے:

- پہلی صورت سماعی ہے۔ جیسے: اِمراً ونفسَہ۔
- منادیٰ۔ جیسے: یازیدُ۔ یہاں "یا" اَدعُو فعل کے قائم مقام ہے اور "زید" اس کا مفعول بہ ہے۔
- ما اُضمِر عاملُہ۔ جیسے: زیداً ضربتُہ۔
- تحذیر۔ جیسے: ایاک والاسد۔

سوال: مفعول فیہ، مفعول لہ اور مفعول معہ کی تعریف بیان کر دیں؟

جواب: مفعول فیہ کی تعریف:

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو۔ جیسے: صمت یومَ الجمعۃ۔

مفعول لہ کی تعریف:

مفعول لہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے مذکورہ فعل واقع ہو۔ جیسے: ضربتُہ تادیباً۔

مفعول معہ کی تعریف:

مفعول معہ وہ اسم ہے جو اس "و" کے بعد واقع ہو جو "مع" کے معنٰی میں ہو۔ جیسے: جاء البردُ والجباتَ۔

سوال: حال اور تمییز کی تعریف بمع مثال بیان کریں؟

جواب: حال کی تعریف:

حال وہ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرے۔ جیسے: ضربتُ زیدًا قائمًا میں قائمًا۔

فائدہ: ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے، ذوالحال کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے اور حال ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

تمییز کی تعریف:

تمییز وہ ہے جو مُمَیّز سے اِبہام دور کرے۔ جیسے: عِندی عِشرونَ دِرھمًا میں درھمًا۔

قد تم بحمد اللہ و صلی اللہ علیہ وسلم

19-10-2025 بروز ہفتہ

احمد نواز قادری عطاری جلالی